بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ✦ عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

روزنامہ

الفضل

ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

فون ۴۴۹

جلد ۷۳/۳۸ | جمعرات ۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ ✦ ۲۵ اخاء ۱۳۶۳ھ ✦ ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۴ء | نمبر ۲۴۳

اخبارِ احمدیہ

حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی ان دنوں لاہور میں بغرض علاج مقیم ہیں۔ طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے پہلے سے بہتر ہے۔ علاج جاری ہے۔ احباب جماعت حضرت سیدہ ممدوحہ کیلئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ صاحبہ کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل عمر عطا فرمائے۔ آمین!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

خدا تعالیٰ کے خالص دوستوں کا اُس کی رُوح کیساتھ وفاداری کا ایک راز ہوتا ہے

ایک خالص محبت اُن کو عطا کی جاتی ہے جس کا اندازہ کرنا لوگوں کا کام نہیں

مُصیبت کے وقت اُن کو ایسا صبرِ جمیل عطا کیا جاتا ہے جسمیں لذت و سرور ہوتی ہے

"خدا تعالیٰ کے خالص دوستوں کی یہ علامتیں ہیں کہ:۔

- ایک خالص محبت اُن کو عطا کی جاتی ہے جس کا اندازہ کرنا اِس جہان کے لوگوں کا کام نہیں۔
- اُن کو خارق عادت استقامت دی جاتی ہے کہ اپنے وقت پر دیکھنے والوں کو حیران کر دیتی ہے۔
- جب اُن کو کوئی بہت ستاتا ہے اور باز نہیں آتا تو اُن کے لئے غضب اُس ذاتِ قوی کا جو اُن کا متولی ہے یک دفعہ بھڑکتا ہے۔
- جب اُن سے کوئی بہت دوستی کرتا ہے اور سچی وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اُن کی راہ میں فدا ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ اُس کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اُس پر ایک خاص رحمت نازل کرتا ہے۔
- جب اُن پر کوئی بڑی مصیبت کا وقت آتا ہے تو اُس وقت دو طور میں سے ایک طور کا اُن سے معاملہ ہوتا ہے یا خارق عادت طور پر اس مصیبت سے رہائی دی جاتی ہے اور یا ایک ایسا صبرِ جمیل عطا کیا جاتا ہے جس میں لذت اور سرور اور ذوق ہو۔
- خدا تعالیٰ کے ساتھ اُن لوگوں کو نہایت کامل وفاداری کا تعلق ہوتا ہے اور ایک عجیب مستی جانفشانی کی اُن کے اندر ہوتی ہے اور اُن کی رُوح کو خدا تعالیٰ کی رُوح کے ساتھ وفاداری کا ایک راز ہوتا ہے جس کو کوئی بیان نہیں کر سکتا۔ اِس لئے حضرتِ احدیت میں اُن کا ایک مرتبہ ہوتا ہے جس کو خلقت نہیں پہچانتی۔ وہ چیز جو خاص طور پر اُن میں زیادہ ہے اور جو سرچشمہ تمام برکات کا ہے اور جس کی وجہ سے یہ ڈوبتے ہوئے پھر نکل آتے ہیں اور موت تک پہنچ کر پھر زندہ ہو جاتے ہیں اور ذلتیں اُٹھا کر پھر تاجِ عزت دکھا دیتے ہیں اور مہجور اور اکیلے ہو کر پھر ناگہاں ایک جماعت کے ساتھ نظر آتے ہیں وہ یہی رازِ وفاداری ہے جس کے رشتہ محکم کو نہ تلواریں منقطع کر سکتی ہیں اور نہ دُنیا کا کوئی بلوہ اور خوف اور مفسدہ اُس کو ڈھیلا کر سکتا ہے

السلام علیھم من اللہ وملائکتہ ومن الصلحاء اجمعین۔

(ازالہ اوہام صفحہ ۴۴۳ تا ۴۴۸ طبع اوّل)

آسمانی کتاب کی اصل غرض

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"یہ تو ظاہر ہے کہ ہر ایک چیز کی بڑی خوبی یہی سمجھی جائے گی کہ جس غرض کے پورا کرنے کے لئے وہ وضع کی گئی ہے اس غرض کو بوجہ احسن پوری کر سکے۔ مثلاً اگر کسی بیل کو قلبہ رانی کے لئے خریدا گیا ہے تو اس بیل کی یہی خوبی دیکھی جائے گی کہ وہ بیل قلبہ رانی کے کام کو بوجہ احسن ادا کر سکے۔ اسی طرح ظاہر ہے کہ اصلی غرض آسمانی کتاب کی یہی ہونی چاہیئے کہ اپنے پیروی کرنے والے کو اپنی تعلیم اور تاثیر اور قوت اصلاح اور اپنی روحانی خاصیت سے ہر ایک گناہ اور گندی زندگی سے چھڑا کر ایک پاک زندگی عطا فرما دے اور پھر پاک کرنے کے بعد خدا کی شناخت کے لئے ایک کامل بصیرت عطا کرے اور اس ذات بے مثل کے ساتھ جو تمام خوشیوں کا سرچشمہ ہے۔ محبت اور عشق کا تعلق بخشے۔ کیونکہ درحقیقت یہی محبت نجات کی جڑ ہے۔ اور یہی وہ بہشت ہے جس میں داخل ہونے کے بعد تمام کوفت اور تلخی اور رنج و عذاب دور ہو جاتا ہے۔ اور بلاشبہ زندہ اور کامل کتاب الہامی وہی ہے جو طالب خدا کو اس مقصود تک پہنچا دے اور اس کو سفلی زندگی سے نجات دے کر اسے محبوبِ حقیقی سے ملا دے جس کا وصال عین نجات ہے۔ اور تمام شکوک و شبہات سے مخلصی بخش کر ایسی کامل معرفت اس کو عطا کرے کہ گویا وہ اپنے خدا کو دیکھ لے اور خدا کے ساتھ ایسے مستحکم تعلقات اس کو بخش دے کہ وہ خدا کا وفادار بندہ بن جائے۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۲۹۱-۲۹۲)

○۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مکرم سید مبشر حسین صاحب خوشنویس "الفضل" کو ۲۳ اور ۲۴ اکتوبر کی درمیانی شب تیسری بچی عطا فرمائی ہے۔ الحمد للہ!

نومولودہ کا نام سیدہ بشریٰ ترمذی تجویز کیا گیا ہے۔ نومولودہ مکرم سید باقر حسین شاہ

(باقی صفحہ ۸ پر)

پبلشر: مسعود احمد، طابع: سید عبدالحیٔ، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقامِ اشاعت روزنامہ الفضل، دارالرحمت غربی ربوہ، قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

۲۵ اخاء ۱۳۶۳ ہش

فلاحِ دارین کے حصول کا اصل اور حقیقی راستہ

دینِ حق نے صرف نجات کو ہی نہیں بلکہ فلاح کو انسان کا منتہائے مقصود قرار دیا ہے۔ اُس کے نزدیک گناہوں اور ان کی پاداش سے نجات ہی کافی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ انسان گناہوں سے کلی طور پر محفوظ ہو کر نیکی اور نیک بختی کے اعلیٰ مدارج طے کرے اور پھر اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین ہو کر اور اُس کی صفات کا مظہر بن کر اُس کی رضا اور اس کے بے انتہاء افضال و انعامات کا مستحق ٹھہرے یہی وہ بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ مقام ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے فلاح یا فوزِ عظیم سے تعبیر کیا ہے اور اُس نے ہر سچے دل سے ایمان لانے والے کو جو کمال درجہ تعہد کے ساتھ اعمالِ حسنہ بجالائے اس کے حصول کی ضمانت دی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سچے دل سے ہر ایمان لانے والوں کے لئے حصولِ فلاح کا یقینی اور حتمی راستہ یہ بیان کیا ہے کہ وہ تقویٰ اللہ کے مقام پر فائز ہو کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورے عزم و ہمت اور خاص التزام سے بجالائیں اور اس طرح نیکی و پرہیزگاری اور مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی میں دوسروں کے لئے نمونہ بنیں۔ نیز جان و مال کی قربانی پیش کر کے نصرتِ دین کا فریضہ ادا کریں اور پھر اپنی کسی نیکی، کسی قربانی اور کسی بھی جدوجہد پر خواہ وہ کتنی ہی عظیم اور وقیع کیوں نہ ہو۔ ہرگز نازاں نہ ہوں بلکہ نتائج اور کامیابی کے لئے ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں اسی پر بھروسہ اور توکل رکھیں اور اسکی تائید و نصرت اور فضل و رحمت کے ہر آن طلب گار رہیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو یقیناً کامیاب و بامراد ہوں گے۔

اگر دیکھا جائے تو حصولِ فلاح کے اس راستہ میں تقویٰ اللہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ذاتی اعمال اور جماعتی کردار کا معیار جس پر حصولِ فلاح کا مدار ہے تقویٰ ہی کو قرار دیا ہے۔ انسان کا کوئی نیک عمل بھی حصولِ فلاح کے لحاظ سے اُس وقت تک نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس میں تقویٰ کی روح کارفرما نہ ہو۔ گویا فلاحِ دارین کا اصل اور حقیقی مدار تقویٰ پر ہے۔ جتنے بھی مامور دنیا میں مبعوث ہوئے عملاً ان کی اصلاح کا مرکزی نقطہ یہی تھا کہ انہوں نے اپنے متبعین کو اپنے باطنی جذب و کشش اور قوتِ قدسی کی مدد سے تقویٰ کی راہ پر گامزن کر دکھایا اور اسی پر آئندہ بھی گامزن رہنے کی انہیں تلقین کی۔ چنانچہ بالآخر تقویٰ ہی ان لوگوں کی کامیابی اور فوز و فلاح کا موجب بنا اور وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہر لحاظ سے فائز المرام اور سرخرو ٹھہرے۔

یہی وجہ ہے کہ سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تقویٰ کی اہمیت پر بے انتہاء زور دیا ہے اور اپنی جماعت کو نہایت پُردرد لہجے میں بار بار یہی تلقین فرمائی ہے کہ ہر احمدی اگر ایمان کے جملہ تقاضوں کو پورا کر کے عنداللہ حصولِ فلاح کا مستحق بننا چاہتا ہے تو وہ تقویٰ اختیار کرے اور نہ صرف تقویٰ اختیار کرے بلکہ اس میں کمال حاصل کرنے کے لئے دل و جان سے کوشاں رہے۔ آپ نے اپنی پُرمعارف تحریرات اور ملفوظات میں تقویٰ کی اہمیت، اس کی ماہیت، اس کی انقلاب انگیز تاثیرات اور عظیم الشان برکات پر نہایت وجد آفریں انداز میں اس قدر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور اس قدر تکرار کے ساتھ تقویٰ اللہ میں کمال حاصل کرنے کی تلقین فرمائی ہے کہ اگر تقویٰ کے مختلف مدارج اور مختلف پہلوؤں سے متعلق آپ کی ان جملہ تحریرات اور ملفوظات کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب ہو سکتی ہے۔

تقویٰ کی اس بنیادی اہمیت کے پیشِ نظر ہم ذیل میں سیدنا حضرت اقدس کی پُرمعارف تحریرات اور ملفوظات کے چیدہ چیدہ اقتباسات پیش کرتے ہیں تاکہ تقویٰ کی بنیادی اہمیت واضح ہونے سے ہمیں فوز و فلاح کے حقیقی راستہ پر گامزن رہنے اور حقیقی طور پر فائز المرام ہونے میں مدد ملے۔ یہ جملہ تحریرات اس قدر جذب میں ڈوبی ہوئی ہیں اور ان کے ایک ایک لفظ میں انقلاب انگیز تاثیرات کا ایک ایسا بحرِ بیکراں سمویا ہوا ہے کہ اگر ہماری نئی نسلیں بھی پوری توجہ اور انہماک کے ساتھ ان کا مطالعہ کریں اور ان کے مالہٗ و ماعلیہ پر غور کر کے انہیں اپنا دستور العمل بنانے میں کامیاب ہو جائیں تو آن کی آن میں ان میں سے ہر فرد کی کایا پلٹ سکتی ہے اور وہ ایک نئی زندگی سے ہمکنار ہو کر بالکل نیا انسان بن سکتا ہے۔ ایک ایسا خوش نصیب انسان کہ جس پر فرشتے بھی رشک کرنے لگیں۔

اس تعلق میں تقویٰ کی بنیادی اہمیت اور اس مرکزی حیثیت کو سمجھنا ضروری ہے۔

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اپنی تحریرات اور ملفوظات میں تقویٰ کو تمام صحف مقدسہ کی تعلیمات کا خلاصہ، شریعت کا مغز اور اس کی علتِ غائی، اعمالِ حسنہ کے قبول ہونے کی لازمی شرط، صحیح فراست، حقیقی دانش، سچی راحت اور حقائق و معارف سے بہرہ ور کرنے والا خزانہ، فتح و ظفر کی کلید، محبت و قربِ الٰہی اور حقیقی فلاح کے حصول کا حقیقی ذریعہ قرار دیا ہے۔ آپ تقویٰ کو تمام صحف مقدسہ کا خلاصہ نیز شریعت کا مغز اور اس کی علتِ غائی قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(۱) "تقویٰ خلاصہ ہے تمام صحف مقدسہ اور توریت و انجیل کی تعلیمات کا۔ قرآن کریم نے ایک ہی لفظ (یعنی تقویٰ) میں خدا تعالیٰ کی عظیم الشان مرضی اور پوری رضا کا اظہار کر دیا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۰۳)

(۲) "تقویٰ ہی ایک ایسی چیز ہے جس کو شریعت کا خلاصہ کہہ سکتے ہیں۔ اور اگر شریعت کو مختصر طور پر بیان کرنا چاہیں تو مغز شریعت تقویٰ ہی ہو سکتا ہے۔" (رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء)

(۳) "تقویٰ ایک ایسی اعلیٰ درجہ کی ضروری شے قرار دیا گیا ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے) قرآن کریم کی علتِ غائی اسی کو ٹھہرایا ہے۔ چنانچہ دوسری سورۃ کو جب شروع کیا ہے تو فرمایا ہے الٓمّٓ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔"

(تقریر ۲۸ دسمبر ۱۸۹۹ء)

اسی طرح سیدنا حضرت اقدس تقویٰ کو ایمان کی علامت اور اعمالِ حسنہ قبول ہونے کی لازمی شرط قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

(۱) "ساری جڑ تقویٰ و طہارت ہے۔ اسی سے ایمان شروع ہوتا ہے اور اسی سے اس کی آبپاشی ہوتی ہے اور نفسانی جذبات دبتے ہیں۔"

(البدر ۱۲ دسمبر ۱۹۰۳ء)

(۲) "جہاں تقویٰ نہیں وہاں حسنہ، حسنہ نہیں اور کوئی نیکی، نیکی نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف کی تعریف میں فرماتا ہے۔ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۔ قرآن بھی اُن لوگوں کی ہدایت کا موجب ہوتا ہے جو تقویٰ اختیار کریں۔"

(الحکم ۳۱ اگست ۱۹۰۱ء)

(۳) "ہر ایک نیکی تب قبول ہوتی ہے جب اُس کے اندر تقویٰ ہو ورنہ قبول نہیں ہوتی۔ زندگی تو برف کے ٹکڑے کی مثال رکھتی ہے۔ ہزاروں پردوں میں رکھو پگھلتی جاوے گی۔"

(۴) "قرآن شریف تقویٰ ہی کی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علتِ غائی ہے۔ اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اس کی نمازیں بھی بے فائدہ اور دوزخ کی کلید ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ اسی کی طرف اشارہ کر کے سعدی کہتا ہے ؎

کلیدِ در دوزخ است آں نماز
کہ در چشمِ مردم گزاری دراز

(الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء)

"خَصْلَتَانِ لَا يَجْتَمِعَانِ فِيْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ"

(ترمذی)

دو خصلتیں مومن میں جمع نہیں ہو سکتیں ایک بخل اور دوسری بدخلقی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا تعالیٰ کی ایک قدیم سنت اور اس کا یہ تکرار ظہور

مکرم نذیر احمد خادم صاحب

اللہ تعالیٰ نے جب سے بنی نوع انسان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے اپنے انبیاء اور مامورین و مرسلین بھیجنے کا سلسلہ شروع فرمایا ہے۔ اسی وقت سے ندائے آسمانی کو جھٹلانے، پیغام ربانی کو دبانے اور چراغ رحمانی کو بجھانے کے لیے ان کی مخالف طاقتیں حق کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتی چلی آئی ہیں۔ اہل حق سے تمسخر کرنا ان کو مارنا پیٹنا، قتل کرنا ان کے گھر بار اور اموال و املاک کو لوٹنا، جلانا اور انہیں ان کے گھروں بستیوں، شہروں اور ملکوں سے نکالنا اور ان پر عرصۂ حیات تنگ کر کے ان کو راہ حق سے ہٹانا مخالفین کا شیوہ رہا ہے۔

اور یہ آزمائش اور ابتلاء ایمان کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں گویا کہ ایمان اور ابتلاء لازم و ملزوم ہیں اور ہر مومن اپنے ایمان کے مطابق ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سعدؓ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! سب سے زیادہ آزمائش کس شخص کی ہوتی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نبیوں کی۔ پھر ان کی جو ایمان کے لحاظ سے ان سے قریب تر ہوں اور پھر ان کی جو ان سے قریب ہوں پھر فرمایا کہ ہر شخص کی آزمائش اس کے دین کے مطابق ہوتی ہے جو شخص دین میں پختہ ہوتا ہے اس کی آزمائش سخت ہوتی ہے اور جو دین میں کمزور ہوتا ہے اس کی آزمائش ہلکی ہوتی ہے اور آزمائش کا یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے کہ اس شخص پر گناہ کا کوئی اثر نہیں رہ جاتا۔ (مشکوٰۃ)

پس دین و ایمان میں کسی شخص کا مرتبہ جتنا زیادہ بلند ہوتا ہے وہ اس قدر زیادہ ستایا اور دکھ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بارے میں فرماتے ہیں کہ راہ خدا میں میں اس قدر ستایا گیا کہ کبھی کوئی انسان اتنا نہیں ستایا گیا اور ہم پر تیس دن اور راتیں ایسی گزریں کہ میرے اور بلالؓ کے کھانے کے لیے ایسی کوئی چیز موجود نہ تھی جسے کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس تھوڑے سے توشے کے جو بلالؓ کی بغل میں تھا۔ (ترمذی)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضورؐ کے صحابہؓ پر کفار کی طرف سے توڑے جانے والے مظالم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت خباب بن ارتؓ بیان کرتے ہیں کہ:۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے سائے میں سر کے نیچے چادر رکھے آرام فرما رہے تھے کہ ہم آپؐ کے حضور میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! آپؐ ہمارے لیے اللہ سے مدد طلب کیوں نہیں فرماتے اور اس ظلم کے خاتمے کی کیوں دعا نہیں فرماتے؟ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں کہ ان میں سے بعض کے لیے گڑھا کھود کر اسے اس گڑھے میں گاڑ دیا جاتا اور پھر آرے سے اس کے جسم کو چیرا جاتا پھر بھی وہ اپنے دین کو نہ چھوڑتا اور اس کے جسم میں لوہے کے کنگھے چبھوئے جاتے جو گوشت سے گزر کر ہڈیوں اور پٹھوں تک پہنچ جاتے مگر وہ اللہ کا بندہ حق سے منہ نہ موڑتا۔ قسم ہے خدا کی یہ دین غالب ہو کر رہے گا۔ یہاں تک کہ سوار صنعاء (یمن کے دارالحکومت) سے حضر موت تک سفر کرے گا۔ اور راستے میں خدا کے سوا اس کو کسی کا خوف نہ ہوگا۔ البتہ چرواہوں کو صرف بھیڑیوں کا خوف رہے گا۔ کہ کہیں کوئی بکری نہ اٹھا لے جائیں۔ لیکن افسوس کہ تم جلد بازی سے کام لے رہے ہو۔" (بخاری)

ان ارشاداتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر ہے کہ اہل ایمان کی آزمائش ضرور ہوتی ہے اور حسب مراتب ان پر مصائب و مشکلات وارد ہوتے ہیں لیکن سچے مومن جو ثباتِ قدم دکھاتے اور تمام قسم کے مظالم کو صبر و ہمت اور استقلال سے جھیل جاتے ہیں وہ فتح و کامرانی سے ہمکنار ہوتے اور آنے والی نسلوں کے لیے ایک قابل فخر اور قابل تقلید مثال قائم کر جاتے ہیں قرآن حکیم میں قبولِ حق کے بعد آنے والی تکالیف، ابتلاؤں اور ایذاؤں پر صبر و ثبات دکھانے والوں کو فتح و ظفر، نصرتِ حق اور اجرِ عظیم کی بشارت دی گئی ہے اور یہ حقیقت ذہن نشین کروائی گئی ہے کہ ایمان اور ابتلاؤں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں مختلف آیات میں فرماتا ہے۔

(۱) "اور ہم تمہیں کسی قدر خوف اور بھوک (سے) اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی (کے ذریعہ) سے ضرور آزمائیں گے اور (اے رسولؐ) تو (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دے جن پر جب (بھی) کوئی مصیبت آئے (گھبراتے نہیں بلکہ یہ) کہتے ہیں کہ ہم (تو) اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے برکتیں (نازل ہوتی) ہیں اور رحمت (بھی) یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔"

(البقرہ ع: ۱۹)

(۲) "ہائے افسوس (انکار کی طرف مائل) بندوں پر کہ جب کبھی بھی ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)" (یٰسٓ آیت: ۳۰)

(۳) "کیا تم نے سمجھ رکھا ہے کہ باوجود اس کے کہ ابھی تم پر ان لوگوں کی (سی تکلیف کی) حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے گزرے ہیں تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ انہیں تنگی (بھی پہنچی اور تکلیف (بھی)) اور انہیں خوب خوف دلایا گیا تاکہ (اس وقت کا) رسول اور اس کے ساتھ (کے) ایمان والے کہہ اٹھیں کہ اللہ کی مدد کب آئے گی یاد رکھو اللہ کی مدد یقیناً قریب ہے۔" (البقرہ ۲۱۴)

(۴) "کیا (اس زمانہ کے لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کا یہ کہہ دینا کہ ہم ایمان لے آئے ہیں (کافی ہوگا) اور وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور ان کو آزمایا نہ جائے گا حالانکہ جو (لوگ) ان سے پہلے گزر چکے ہیں ان کو ہم نے آزمایا تھا اور اب بھی وہ ایسا ہی کرے گا سو اللہ ظاہر کر دے گا جنہوں نے سچ بولا اور ان کو بھی جنہوں نے جھوٹ بولا۔" (العنکبوت: ۲، ۳)

(۵) "اور تجھ سے پہلے لوگوں کو بھی یقیناً جھٹلایا جا چکا ہے پھر باوجود اس کے کہ انہیں جھٹلایا گیا اور انہیں تکلیف دی گئی وہ صبر کرتے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آ گئی۔" (الانعام: ۳۴)

(۶) "اور (یاد کرو) جب کہ تم تھوڑے تھے اور زمین میں کمزور سمجھے جاتے تھے اور ڈرتے تھے کہ لوگ تم کو اچک کر نہ لے جائیں پھر باوجود اس کے اس نے تم کو (مدینہ میں) جگہ دی اور اپنی مدد سے تمہاری تائید کی اور پاک چیزوں میں سے تمہیں رزق بخشا تاکہ تم شکر کرو۔" (الانفال: ۲۶)

(۷) "کیا تم نے (یہ) سمجھ لیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔ حالانکہ ابھی اللہ نے تم میں سے ان لوگوں کو جو مجاہد ہیں ظاہر نہیں کیا اور نہ انہیں جو صابر ہیں ابھی اس نے ظاہر کیا ہے۔" (آل عمران: ۱۴۲)

(۸) اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُکُمْ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ ۚ

(حٰمٓ السجدہ: ۳۱)

ترجمہ:۔ وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہو گئے ان پر فرشتے اتریں گے (یہ کہتے ہوئے کہ ڈرو نہیں اور کسی پچھلی غلطی کا غم نہ کرو اور اس جنت کے ملنے سے خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے۔

جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے کہ ابتلاء اور ایمان کا چولی دامن کا ساتھ ہے اسی لیے ابتلاء مومنین کے لیے نقصان کا باعث نہیں بلکہ اس کے نتیجہ میں بہت سے ثمرات مومنوں کو ملتے ہیں جیسے سیدنا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّصِبْ مِنْہُ۔ (بخاری)

کہ اللہ جلشانہٗ جس شخص کے لیے خیر و برکت اور بھلائی چاہتا ہے اسے مصائب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

ایک اور حدیث میں آتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاھُمْ۔ (ترمذی)

کہ اللہ جلشانہٗ جس قوم سے محبت کرتا ہے تو اسے آزمائشوں کے دور سے گزارتا ہے۔

مذکورہ بالا قرآنی آیات اور احادیث سے یہ امر اظہر من الشمس ہو جاتا ہے کہ اہل حق کو مخالفتوں کا سامنا ضرور کرنا پڑتا ہے لیکن ان مخالفتوں، ابتلاؤں اور آزمائشوں میں جماعت مومنین کمزور نہیں ہوتی بلکہ ان کے ایمان پہلے سے زیادہ پختہ اور ان کی تنظیم پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے۔ مخالفین حق جماعت مومنین کو مٹانے اور تباہ کرنے کے لیے جو منصوبے بناتے اور لشکر کشی کرتے ہیں یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ اپنے مامور کے ذریعہ ان کو پہلے سے بتا چکا ہوتا ہے اور انہیں اس مخالفت کے انجام سے بھی آگاہ فرما چکا ہوتا ہے کہ نتیجہ بالآخر اہل حق کی فتحیابی اور مخالفین کی ناکامی و نامرادی کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ اس لیے ایسے نازک موقعوں پر وہ بالکل خوفزدہ نہیں ہوتے بلکہ ان کا ایمان اور بھی ترقی کرتا اور خدا کی محبت میں سرشار ہو کر وہ آگے سے آگے ہی بڑھتے چلے جاتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں اور خدائی وعدوں پر انکا یقین اور پختہ ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ۝

(الاحزاب : ۲۳)

"چنانچہ (دیکھو) جب حقیقی مومنوں نے حملہ آور لشکروں کو دیکھا تو کہا کہ یہ تو وہی (لشکر) ہیں جن کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسولؐ نے بالکل سچ بولا تھا اور ان کو اس واقعہ نے ایمان اور اطاعت میں ہی بڑھایا (کمزور نہیں کیا)۔

الغرض قرآن حکیم کا یہ فیصلہ اور رب جلیل کا پُر جلال و باطل شکن اعلان کہ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ کہ اللہ نے فیصلہ کر رکھا ہے کہ میں اور میرے رسول ہی غالب آئیں گے ہمیشہ سے سچا ہوتا چلا آرہا ہے اور اس کے مطابق مخالفینِ حق و صداقت اپنی تمام تدبیروں، منصوبوں اپنے تمام سامانوں اور طاقتوں کے باوجود ناکام و نامراد ہوتے چلے آئے ہیں اور مامورین الٰہی اور ان کی جماعتیں باوجود اپنی کم مائیگی بے سرو سامانی اور قلت تعداد کے اپنے مشن میں کامیاب و کامران اور سرخرو ہوتی چلی آئی ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں اپنی قدرت اور تائید و نصرت کے جلوؤں سے نوازتا چلا آیا ہے

درخواست ہائے دعا

عزیزم برادرم میاں محمد یوسف صاحب آف لاہوریاں ضلع گجرات بعارضہ شوگر۔ دل اور ٹی بی بیمار ہیں اور علاج کے لئے ٹی بی سینی ٹوریم مری میں داخل ہیں۔ ان موذی امراض کی وجہ سے سخت تکلیف میں ہیں۔

احباب کرام دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو اپنے فضل سے ان امراض سے مکمل شفا عطا فرمائے۔

(مقبول احمد ذبیح۔ مربی سلسلہ)

مکرم حکیم مرغوب اللہ صاحب سیکرٹری مال ضلع شیخوپورہ نے تقریباً ۴ ہفتے قبل آنکھ کا آپریشن کروایا تھا۔ الحمد للہ کہ آپریشن کامیاب رہا ہے لیکن ان دنوں بخار اور پیچش کے باعث علیل ہیں اور بہت کمزوری محسوس کر رہے ہیں۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔

(محمد یٰسین ربانی۔ مربی ضلع شیخوپورہ)

پنجگانہ نمازوں کی حکمت

:۔(مکرم منور الدین صاحب احمد نگر ضلع جھنگ):۔

نماز کے بارے میں حضرت مسیح موعود (اللہ کی سلامتی آپ پر ہو) کشتی نوح میں فرماتے ہیں:

"جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے"

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔

"نماز کیا چیز ہے وہ دعا ہے جو تسبیح، تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرع سے مانگی جاتی ہے۔ سو جب تم نماز پڑھو تو بے خبر لوگوں کی طرح اپنی دعاؤں میں صرف عربی الفاظ کے پابند نہ رہو کیونکہ ان کی نماز اور ان کا استغفار سب رسمی ہیں جن کے ساتھ کوئی حقیقت نہیں۔ لیکن تم جب نماز پڑھو تو بجز قرآن کے جو خدا کا کلام ہے اور بجز بعض ادعیہ ماثورہ کے کہ وہ رسول کا کلام ہے باقی اپنی تمام عام دعاؤں میں اپنی زبان میں ہی الفاظ متضرعانہ ادا کر لیا کرو تا یہ ہو کہ تمہارے دلوں پر اس عجز و نیاز کا کچھ اثر ہو پنجگانہ نمازیں کیا چیز ہیں۔ وہ تمہارے مختلف حالات کا فوٹو ہے تمہاری زندگی کے لازم حال پانچ تغیر ہیں جو بلا کے وقت تم پر وارد ہوتے ہیں اور تمہاری فطرت کے لئے ان کا وارد ہونا ضروری ہے۔

پہلے جبکہ تم مطلع کئے جاتے ہو کہ تم پر ایک بلا آنے والی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام عدالت سے ایک وارنٹ جاری ہوا۔ یہ پہلی حالت ہے جس نے تمہاری تسلی اور خوشحالی میں خلل ڈالا۔ سو یہ حالت زوال کے وقت سے مشابہ ہے کیونکہ اس سے تمہاری خوشحالی میں زوال آنا شروع ہوا۔ اس کے مقابل پر نماز ظہر متعین ہوئی جس کا وقت زوال آفتاب سے شروع ہوتا ہے

دوسرا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے جبکہ تم بلا کے محل سے بہت نزدیک کئے جاتے ہو۔ مثلاً جبکہ تم بذریعہ وارنٹ گرفتار ہو کر حاکم کے سامنے پیش ہوتے ہو یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارا خوف سے خون خشک ہو جاتا ہے۔ اور تسلی کا نور تم سے رخصت ہونے کو ہوتا ہے سو یہ حالت تمہاری اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب سے نور کم ہو جاتا ہے اور نظر اس پر جم سکتی ہے اور صریح نظر آتا ہے کہ اب اس کا غروب نزدیک ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عصر مقرر ہوئی۔

تیسرا تغیر تم پر اس وقت آتا ہے جو اس بلا سے رہائی پانے کی بکلی امید منقطع ہو جاتی ہے۔ مثلاً جیسے تمہارے نام فرد قرارداد جرم لکھی جاتی ہے اور مخالفانہ گواہ تمہاری ہلاکت کے لئے گذر جاتے ہیں یہ وہ وقت ہے کہ جب تمہارے حواس خطا ہو جاتے ہیں۔ اور تم اپنے تئیں ایک قیدی سمجھنے لگتے ہو۔ سو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ آفتاب غروب ہو جاتا ہے۔ اور تمام امیدیں دن کی روشنی کی ختم ہو جاتی ہیں اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز مغرب مقرر ہے۔

چوتھا تغیر اس وقت تم پر آتا ہے کہ جب بلا تم پر وارد ہو جاتی ہے اور اس کی سخت تاریکی تم پر احاطہ کر لیتی ہے مثلاً جب کہ فرد قرارداد جرم اور شہادتوں کے بعد حکم سزا تم کو سنایا جاتا ہے اور قید کے لئے ایک پولیس مین کے تم حوالہ کئے جاتے ہو تو یہ حالت اس وقت سے مشابہ ہے جبکہ رات پڑ جاتی ہے اور ایک سخت اندھیرا پڑ جاتا ہے اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز عشاء مقرر ہے۔

پھر جبکہ تم ایک مدت تک اس مصیبت کی تاریکی میں بسر کرتے ہو تو پھر آخر خدا کا رحم تم پر جوش مارتا ہے اور تمہیں اس تاریکی سے نجات دیتا ہے۔ مثلاً جیسے تاریکی کے بعد پھر آخرکار صبح نکلتی ہے اور پھر وہی روشنی دن کی اپنی چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتی ہے۔ سو اس روحانی حالت کے مقابل پر نماز فجر مقرر ہے۔

اور خدا نے تمہارے فطرتی تغیرات میں پانچ حالتیں دیکھ کر پانچ نمازیں تمہارے لئے مقرر کی ہیں اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ نمازیں خاص تمہارے نفس کے فائدہ کے لئے ہیں پس اگر تم چاہتے ہو کہ ان بلاؤں سے بچے رہو تو تم پنجگانہ نمازوں کو ترک نہ کرو کہ وہ تمہاری اندرونی اور روحانی تغیرات کا ظل ہیں۔ نماز میں آنے والی بلاؤں کا علاج ہے۔ تم نہیں جانتے کہ نیا دن چڑھنے والا کس قسم کے قضا و قدر تمہارے لئے لائے گا۔ پس قبل اس کے جو دن چڑھے تم اپنے مولیٰ کی جناب میں تضرع کرو کہ تمہارے لئے خیر و برکت کا دن چڑھے۔"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی احباب جماعت کو تلقین فرمائی ہے۔ کہ وہ اپنی نمازوں کی حفاظت کریں کیونکہ نمازوں کے صحیح التزام کے بغیر ہم دنیا کی تربیت کے اہل نہیں ہو سکتے۔ حضور فرماتے ہیں کہ جو گھر ذکر الٰہی سے خالی ہے اس کی حیثیت ویرانہ کی سی ہے جہاں بے نمازی پیدا ہوں وہ گھر آئندہ نسلوں کے لئے نحوست کا گھر ہے۔

دعا ہے کہ ہم سب نماز کے حقوق ادا کرنے والے ہوں اور نماز ہمارے حقوق ادا کرے اور وہ تمام فیض جو نماز سے وابستہ ہیں خدا کرے کہ ہمیں سب سے زیادہ پہنچیں۔ آمین۔

عنایت الٰہی کی دستگیری

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"..... مجھے دنیا کی کسی حکمت اور دانائی کا دعویٰ نہیں۔ اس جہان کی دانائیوں اور چالاکیوں کو میں کیا کروں کہ وہ روح کو منور نہیں کر سکتیں اندرونی غلاظتوں کو وہ دھو نہیں سکتیں۔ عجز اور خاکساری کو پیدا نہیں کر سکتیں بلکہ زنگ پر زنگ چڑھاتی اور کفر پر کفر بڑھاتی ہیں۔ میرے لیے یہ بس ہے کہ عنایت الٰہی نے میری دستگیری کی۔ اور وہ علم بخشا کہ مدارس سے نہیں بلکہ آسمانی معلم سے ملتا ہے۔"

(روحانی خزائن جلد سوم طبع اول حاشیہ صفحہ ۱۰)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نوّاب مسعود احمد خان

محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بار ایٹ لاء، کراچی:

نواب مسعود احمد خان، حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے پانچویں لڑکے تھے۔ مگر حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدہا کے بطن سے دوسرے۔ آپ کی پیدائش ۱۳ اپریل ۱۹۱۳ء میں ہوئی۔ عمر میں مجھ سے تین ماہ بڑے تھے اور میرے دودھ شریک بھائی بھی تھے۔ ان کا میرا دودھ شریک بھائی بننا بھی ایک حادثہ کی بناء پر تھا۔ ہماری پھوپھی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ اس وقت مجھے کوئی دوائی دی گئی جس سے مجھے اچھو آگیا اور وہ اچھو اتنا شدید تھا کہ انھیں مجھے فوری طور پر اپنا دودھ پلانا پڑا۔ بعض حادثات بھی برکت کا موجب ہو جاتے ہیں۔ اس وقت سے میں ان کا رضاعی بیٹا بن گیا اور ان کے سب بچوں کا رضاعی بھائی۔ ہمارے نانا حضرت نواب محمد علی خان پردہ کے بہت قائل تھے لیکن اس رشتہ کی وجہ سے میرا پردہ بہت جگہ سے ہٹ گیا۔

اوائل بچپن کا زمانہ مجھے شیروانی کوٹ کا یاد ہے۔ جب ہم سب وہاں ہی تھے اور میں زیادہ میاں مسعود احمد کے ساتھ ہی کھیلا کرتا تھا۔ ممکن ہے کہ یہ اس دودھ کا اثر ہو جو میری پھوپھی نے پلایا تھا یا ویسے ہی ہم کو ایک دوسرے سے دلی تعلق تھا۔ اس وقت سکول وغیرہ تو تھے نہیں۔ ہمارے اتالیق بھائی عبدالرحیم صاحب تھے۔ جو سکھ سے احمدی ہوئے تھے اور پھر حضرت مسیح موعود کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کی سرشت میں تقویٰ ڈال دیا تھا۔ جس حد تک ہمیں عربی کے علم کی ضرورت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس علم سے بہرہ ور کیا ہوا تھا۔ وہ ہمیں دوسرے علوم کے علاوہ قرآن کریم۔ اور دینی علوم بھی پڑھاتے تھے۔ ایک فرض ان کا یہ بھی تھا کہ ہمیں اللہ کے گھر میں لے جا کر نمازیں پڑھائیں۔ انہیں کے ساتھ ہم اللہ کے گھر کو جاتے اور والیبی بھی انھیں کے ساتھ ہوتی۔ احمدیت کے بارہ میں ان کا دستور یہ تھا کہ عام سیر کے وقت ہمیں حضرت مسیح موعود کی باتیں سناتے رہتے اور بغیر کسی کوفت کے ہمارے دماغ میں یہ باتیں جذب ہوتی جاتیں۔ بچوں میں جھگڑے بھی ہو جاتے ہیں مگر ہمارے درمیان اول تو جھگڑا ہوتا ہی نہ تھا اگر ہوتا بھی تو اس کا فیصلہ ہم خود ہی کر لیتے۔ ہمارے نانا اور ہماری پھوپھی۔ حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو جلد ہی معلوم ہو گیا کہ ہم دونوں میں پیار ہے۔ بھائی عبدالرحیم صاحب ہم کو شکار کے لئے بھی لے جاتے اور ہم پیدل ہی ان کے ساتھ چل پڑتے۔ اس زمانہ میں لوگوں کے پاس زیادہ گولیاں نہ ہوتی تھیں۔ مگر ایک آدھ گولی سے بھی وہ ہرن کا شکار کر لیتے۔ میاں مسعود احمد کو اور مجھے اسی وقت سے شکار کا شوق ہو گیا۔ میاں محمد احمد خان صاحب بھی ہمارے ساتھ ہوتے۔ مگر ان کا تعلق میرے بڑے بھائی میاں منصور احمد صاحب کے ساتھ زیادہ تھا۔

مجھے ٹھیک طرح سے یاد تو نہیں مگر جب میں آٹھ نو سال کا ہوا تو میں قادیان آگیا۔ اور وہاں سکول میں داخل ہو گیا۔ ہماری کوٹھی اور ہمارے نانا کی کوٹھی قریب قریب ہی تھیں۔ جب ہمارے نانا قادیان میں ہوتے میری اور میاں مسعود کی ملاقات روزانہ ہی ہو جاتی۔ چونکہ ہمارے نانا بھی یہی پسند کرتے تھے کہ ہم آپس میں ہی ملیں۔ اس لئے ہمارا کھیلنا ایک دوسرے تک ہی محدود تھا۔ میاں مسعود سکول میں داخل نہ تھے۔ مگر ان کو پڑھانے کے لئے ہمارے نانا نے علیحدہ استاد رکھے ہوئے تھے۔ بھائی عبدالرحیم صاحب کے علاوہ۔ مجھے یاد ہے کہ عبدالرحیم صاحب مالا باری بھی ہوا کرتے تھے جو ان کو دنیاوی علوم پڑھایا کرتے تھے اور وہ یہ علوم بڑی کاوش سے پڑھایا کرتے مگر چونکہ پڑھائی کبھی مالیر کوٹلہ جانے کی وجہ سے بند ہو جاتی اس لئے وہ تدریجی طور پر اوپر کی کلاسوں میں نہ جا سکے ہمارے نانا گرمی کے موسم میں شملہ جایا کرتے تھے۔ گو ہماری والدہ تو نہ جاتیں مگر ہم چلے جاتے۔ ہمارے لئے تو یہ چھٹیوں میں ہی ہو سکتا تھا۔ وہاں چونکہ بعض اور بھی خاندان کے بچے چلے جاتے اس لئے بہت رونق رہتی مجھے یاد ہے۔ ایک دفعہ حضرت میاں ناصر احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثالثؒ) شملہ میں آئے۔ یہ یاد نہیں کہ اس وقت حضرت مصلح موعود بھی شملہ میں تھے یا نہیں بہرصورت جہاں تک بچوں کا تعلق تھا۔ ہمارے نانا کے ہاں بہت رونق ہوتی۔ ہم اکٹھے مل کر تفریح کے لئے بھی جاتے۔ ایک بات البتہ ضرور ہوتی کہ جہاں بھی ہمارے نانا جاتے ہم بھی پہنچ جاتے۔ ان کے ہاں نماز باجماعت کا انتظام ہوتا۔ ہمارے نانا کی طبیعت خاموش تھی مگر بچوں کے ساتھ بعض دفعہ باتیں کرتے۔ اور حضرت مسیح موعود کی باتیں سناتے۔ یہی حال ہماری پھوپھی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا تھا۔ وہ تو بات بات میں حضرت مسیح موعود کے واقعات سناتیں۔ جو بہت سبق آموز ہوتے۔ جہاں ان کو مسعود سے پیار تھا وہاں وہ مجھے بھی چاہتی تھیں۔ موقعہ ملتا تو ہمیں ڈانٹ بھی لیتیں۔ مگر ہمارے نانا نے ہمیں کبھی نہیں ڈانٹا۔ زیادہ سے زیادہ غصہ کی نظر سے دیکھتے۔ ان کو زیادہ تکلیف نماز باجماعت ادا نہ کرنے پر ہوتی۔ ہم ان سے ڈرتے بھی بہت تھے نوکر تو ان کو "سرکار" کہتے مگر ہم انھیں "بڑے میاں" اور میاں مسعود "ابا میاں" کہتے۔ جب ہمارے نانا کشمیر گئے تو وہاں ہم بھی پہنچ گئے۔ گو جگہ تنگ تھی۔ مگر ہمارے نانا کو کسی قسم کی گھبراہٹ نہ ہوئی۔ ہم سب لڑکوں کے لئے خیمے لگ گئے۔

وقت گزرتا گیا اور میرے اور میاں مسعود کے تعلقات بڑھتے گئے۔ بعض لوگوں کو ہمارا یہ تعلق اچھا نہ لگتا تھا۔ مگر وہ بھی دھیمی طبیعت کے تھے اور میں بھی۔ جب ہمارے نانا ایک عرصہ کے لئے مالیر کوٹلہ چلے گئے تو میاں مسعود ہمارے ہاں رہ گئے۔ اور پڑھائی شروع کر دی۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد ہمارے نانا دہلی چلے گئے۔ تو میاں مسعود وہاں سینٹ سٹیفن کالج میں داخل ہو گئے۔ ان کے دوست بہت معقول قسم کے لوگ ہوتے تھے۔ اور ان کے اپنے پروفیسروں کے ساتھ بھی مراسم تھے۔ جہاں تک مجھے علم ہے یہ مراسم قریباً ساری عمر رہے۔ مجھے معلوم ہے۔ اشتیاق حسین قریشی صاحب ان کا بہت خیال رکھتے۔ میاں مسعود ملنسار بہت تھے اور جس سے ایک دفعہ مل لیتے اس کا دل موہ لیتے۔ انھوں نے اپنے غیر از جماعت رشتہ داروں سے بھی بہت تعلق رکھا۔ بلکہ ہمارے نانا کی وفات کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ یہ واحد شخص تھا جس نے باوجود اعتقادی اختلافات کے ان سے ایسا تعلق رکھا کہ وہ ان کے گرویدہ ہو گئے۔ جب بھی وہ کہیں جاتے اور ان کو علم ہوتا کہ ان کے خاندان کا کوئی فرد وہاں ہے تو اس سے ضرور ملتے ان کی وفات کے بعد وہ رشتہ بھی ٹوٹ گیا جس نے ان دونوں خاندانوں کو ملا کے رکھا ہوا تھا۔ جہاں یہ خود لوگوں کے پاس جاتے وہاں وہ ان کو قادیان اور ربوہ آنے کی تحریک کرتے۔ اور پھر جب وہ آجاتے تو ان کو میری والدہ محترمہ حضرت سیّدہ بوزینب بیگم صاحبہ سے اور دوسرے خاندان کے لوگوں سے ملاتے۔

میاں مسعود احمد کو سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا۔ تنگی کی حالت میں بھی ایسا پروگرام بناتے کہ سیر بھی ہو جاتی اور خرچ بھی نہ زیادہ ہوتا۔ اس کا راز یہ تھا کہ جب بھی وہ کسی سے ملتے تو اس سے وہ سب باتیں دریافت کر لیتے جو دریافت طلب ہوتیں۔ میں چونکہ زیادہ مغربی پاکستان سے باہر رہا تھا۔ مجھے کاغان اور سوات کی سیر کروائی۔ اور وہ ہر جگہ کو ایسا جانتے تھے کہ گویا وہاں برسوں رہے ہوں۔ پھر وہاں ڈھونڈ ڈھونڈ کے پرانے واقف نکالتے۔ شکار کا بہت شوق تھا۔ مالیر کوٹلہ میں چند بہترین شکار گاہیں تھیں اور وہاں ان کو شکار کرنے کے حقوق بھی بہت تھے۔ وہاں بھی جب کسی ایسے گاؤں میں جاتے جو ہمارے نانا کی جاگیر کا حصّہ ہوتا تھا تو وہاں لوگوں سے دریافت کرتے کہ ان کا کیا حال ہے۔ فلاں شخص کیسا ہے۔ وہ لوگ اپنے رواج کے مطابق نذر رکھتے۔ اس کا طریق یہ تھا کہ جس نے سلام کرنا ہوتا وہ چاندی کا روپیہ ہاتھ میں رکھ کر سامنے ہاتھ کر دیتا۔ اس کا جواب یہی ہوتا کہ اس روپے کو ہاتھ لگا دیا جاوے۔ ان کے ہزار میں زیادہ سکھ تھے اور میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی نے ان کو اس رنگ میں دیکھا ہو کہ وہ بدخلقی معلوم ہو۔ مالیر کوٹلہ میں شکار بہت تھا۔ مگر وہاں کے لوگوں کو شکار کرنے کی اجازت نہ تھی۔ مگر جب میاں مسعود شکار کو جاتے تو جو بھی زائد شکار ہوتا وہ اس گاؤں والوں کو دے آتے جہاں شکار کیا ہوتا۔ صرف ان کا فرض یہ تھا کہ کھال اور کوئی ایک آدھ جانور شیروانیکوٹ پہنچا دیں۔ اس طرح سارے گاؤں کو گوشت مل جاتا اور ان کی عید ہو جاتی۔ یہ لوگ باوجود سکھ ہونے کے بالکل غیر متعصب تھے۔ ہمارے نانا تو کبھی شکار کو نہ جاتے تھے۔ ان کے عزیز یا بچے ہی شکار کھیلتے تھے۔ حضرت ابا جان (حضرت مرزا شریف احمد صاحب نور اللہ مرقدہٗ) کو چونکہ شکار کا بہت شوق تھا۔ اس لئے جب بھی موقعہ ملتا وہ شکار کو آتے اور میاں مسعود احمد باوجود عمر میں چھوٹے ہونے کے سب مشورے دیا کرتے تھے۔ اور انہیں کے مشوروں پر شکار کے بندوبست ہوا کرتے جب وہ شکار کو جاتے تو شکار نسبتاً بڑے پیمانہ پر ہوتے

ہمارے ماموں میاں عبدالرحمان خان کو میاں مسعود سے بہت پیار تھا۔ اپنی تو ان کی اولاد نہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھی۔ یہ بچے ہی ان کی اندھیری زندگی میں ایک چراغ کا کام دیتے تھے جس حصہ میں میاں مسعود احمد اور میاں محمد احمد صاحب رہتے تھے اسی طرف ان کے گھر کا مردانہ حصہ تھا۔ وہ گھنٹوں انہیں اپنے پاس بٹھاتے اور باتیں کرتے رہتے۔ مجھے نہیں یاد کہ کبھی وہ میاں مسعود سے ناراض ہوئے ہوں۔ جب ہم لوگ وہاں ہوتے ہمارا بھی اٹھنا بیٹھنا وہیں ہوتا۔ میں تعجب کرتا ہوں میاں مسعود احمد اور میاں محمد احمد صاحب کے بغیر ان کا وقت کیسے گذرتا ہوگا۔ میاں مسعود اور میاں محمد احمد صاحب سے ہمارے نانا کی بہنیں بھی بہت پیار کرتیں۔ اور ہماری شکار کی ساری ضروریات یعنی بیل گاڑی وغیرہ وہاں ہی سے آتی۔ ہمارے نانا کے بھتیجے نواب احسان علی خاں صاحب بھی ان بچوں سے پیار کا تعلق رکھتے۔ یہ غیر از جماعت تھے مگر وضع داری انہوں نے کبھی نہ چھوڑی تھی۔ ولایت جانے سے پہلے ہمارے نانا دہلی گئے ہوئے تھے۔ اس لئے چند دن کے لئے میں دہلی چلا گیا۔ وہاں ہم ڈیڑھ دو ماہ اکٹھے رہے۔ وہاں جا کر مجھے معلوم ہوا کہ دہلی کے بارے میں میاں مسعود احمد صاحب کی معلومات بہت وسیع ہیں اور ان کے دوست بھی اچھے طبقہ کے ہیں۔

میں ۱۹۳۳ء کے دسمبر میں ولایت چلا گیا اور پھر واپسی ۱۹۳۷ء میں ہوئی واپس آکر ملازمت کے سلسلہ میں کلکتہ چلا گیا۔ وہاں بھی میاں مسعود ہمارے پاس آئے۔ سیر کا وہی شوق تھا۔ وہاں سے وہ آسام گئے۔ ایک دفعہ میری بیوی نصیرہ بیگم نے آنا تھا اور راستہ میں بھوانی جو صحت افزاء مقام ہے وہاں اپنے چھوٹے بھائی مبارک احمد کو دیکھنا تھا۔ راستہ میں انہوں نے میری بیوی کا بہت خیال رکھا بلکہ بھوانی میں سیر بھی کروائی چند دن گذار کر وہ کلکتہ آ گئے۔ وہاں غالباً ڈاکٹر زبیر کے مہمان تھے۔ کلکتہ میں ہمارا معمول ہوتا کہ ہم کھانا پینا لے کر چھٹی کے دن سیر کے لئے نکل جاتے اور دن بھر کی تفریح کے بعد واپس آ جاتے۔

ان کی شادی سیدہ طیبہ بیگم بنت حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نور اللہ مرقدہ سے ہوئی اور شادی کے بعد انہوں نے باقاعدہ رہائش دارالسلام قادیان میں رکھنی شروع کی۔ اس زمانہ میں دوسری جنگ عظیم جاری تھی اور بہت سے لوگوں نے کارخانے لگا لئے تھے۔ انہوں نے بھی ایک چھوٹا سا کارخانہ آرگس کمپنی کے نام سے شروع کر دیا تھا دوسری چیزوں کے علاوہ چائے کے باغات میں جو چھریاں استعمال ہوتی ہیں وہ بنانی شروع کر دیں۔ اور ایک اچھا خاصا بزنس قائم کر لیا۔ یہ کارخانہ کسی نہ کسی رنگ میں تقسیم ملک تک چلتا رہا۔ قادیان کے لڑکے بھی فائدہ اٹھاتے اور ان کو بھی فائدہ ہو جاتا۔ اسی دوران میں ہمارے نانا کا انتقال ہو گیا۔ اسی طرح حضرت میر محمد اسماعیل صاحب بھی فوت ہو گئے۔ یہ مالیر کوٹلہ کی جاگیر کی دیکھ بھال کے لئے مالیر کوٹلہ چلے جاتے اور جس وقت تقسیم ملک ہوئی ہے وہ مالیر کوٹلہ میں ہی تھے۔

تقسیم ملک کے بعد یہ لاہور آ گئے اور مالیر کوٹلہ کی زمینوں کے عوض زمینیں الاٹ کروا لیں۔ مگر اس کے لئے ان کو بہت محنت کرنی پڑی۔ میاں محمد احمد خاں صاحب کے لئے بھی یہی دوڑ دھوپ کرتے رہے اور بہت مشقت کے بعد ان کو زمینوں کی الاٹمنٹ اور قبضہ ملا۔ اس دوران میں ان کو علاقہ کے لوگوں نے بہت دھمکیاں بھی دیں۔ مگر کوئی دھمکی ان کو اپنے ارادہ سے ہٹا نہ سکی۔ اور یہ نہ صرف زمینوں پر جائز طور پر قابض ہو گئے بلکہ ان کو آباد بھی کر لیا۔ جہاں انہوں نے اپنا اڈہ بنایا تھا وہ "ڈیرہ نواب" کے نام سے مشہور ہو گیا اور اب بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ علاقہ ربوہ سے دو تین گھنٹہ کی مسافت پر ہے۔ جب زمینوں کا کام ختم ہو گیا تو انہوں نے میاں محمد احمد صاحب کو ان کی زمینیں دے دیں اور اپنی زمینیں خود اپنے انتظام میں رکھیں۔ اپنے علاقہ میں انہوں نے غیر از جماعت احباب سے بھی تعلقات پیدا کئے اس کا منہ بولتا ثبوت یہ تھا کہ ان کی وفات تک جلسہ کے ایام میں ان کے ہاں ساٹھ سے ستر آدمی مہمان ہوتے ہیں۔ ان کی دیکھ بھال یہ خود کرتے اور ہر سال کسی نہ کسی کو توڑ کے جماعت میں لے آتے۔ اپنی زمینوں کے ارد گرد کے زمینداروں سے بھی تعلقات پیدا کر لئے۔

زمینوں سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے ربوہ میں مکان بنانا شروع کیا۔ باوجود مشکلات کے اس مکان کی تعمیر مکمل کی اور جب ہماری پھوپھی حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ زیادہ بیمار ہوئیں تو وہ انہیں اپنے گھر لے آئے تاکہ ان کی دیکھ بھال کر سکیں۔ یہاں میں یہ عرض کر دوں کہ حضرت پھوپھی جان سے ان کو بہت پیار تھا اور وہ ان کو بہت چاہتی تھیں۔ اپنی زندگی کے بہت سے واقعات اسی طرح حضرت مسیح موعود کے واقعات بھی انہوں نے سنائے اور بعض ریکارڈ بھی کروائے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت پھوپھی جان کو حافظہ بے انتہا اچھا دیا ہوا تھا۔ ان کو پانچ سال کی عمر کے واقعات بھی یاد تھے جب میاں مسعود مکان سے فارغ ہو گئے اور زمینوں کی طرف سے بھی ان کو تسلی ہو گئی۔ تو پھر بچوں کی شادیوں کی طرف توجہ دی اور سارے بچوں کی شادیاں کر کے فارغ ہو گئے مگر یہ ساری چیزیں ایک قیمت مانگتی ہیں وہ قیمت ان کو دل کے حملے کی صورت میں ادا کرنی پڑی۔ مگر پھر بھی وہ بیٹھے نہیں ہمت کر کے پھرتے رہے۔ اور جو ان کی ملاقات کی جگہیں تھیں وہاں ضرور جاتے اور ہمیشہ کسی نہ کسی رنگ میں ان کا مذاق جاری رہتا۔ میرے بچے تو ان کے آنے سے بہت خوش ہوتے تھے۔ کیونکہ ان کی باتوں کا ایک خاص انداز ہوتا جس سے انسان کا دل کھل اٹھتا۔ اگر کوئی مغموم ہوتا تو اسے ہنسا دیتے مگر میاں محمد احمد خاں صاحب کی وفات اور پھر خالہ منصورہ بیگم خلیفۃ المسیح الثالث نے ان کی جان کھینچ لی۔ اس کے بعد ان کی صحت گرتی گئی۔ اور پھر نہ سنبھلی۔ اس کے بعد جب بھی میں ان سے ملا مضمحل ہی پایا۔ طبیعت ایسی بجھی کہ پھر نہ سنبھلی۔ بیماری سے پہلے جب بھی میں ربوہ میں ہوتا تو زیادہ وقت میرے ساتھ گذارتے کھانا ناشتہ سب ساتھ ہوتا۔ ایک اور خوبی ان میں یہ تھی کہ خلیفۂ وقت کے پاس ہر روز جاتے اور جب تک دل کھول کے باتیں نہ کر لیتے تسلی نہ ہوتی۔ ان میں ایک جرأت یہ بھی تھی کہ دل کی بات ضرور کہہ دیتے۔ ایک دفعہ خوشاب سے بس میں آ رہے تھے وہاں کچھ غیر از جماعت لوگوں سے ان کو طعنے دیئے۔ مگر انہوں نے ان کو ایسے مسکت جواب دیئے کہ سب لوگ دنگ رہ گئے۔ ان کے ایک ساتھی نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تم کو کہا تھا کہ اس کو نہ چھیڑو۔ لو اب اس کا جواب دو۔

میاں مسعود بہت مہمان نواز تھے۔ ان کی کوشش یہی ہوتی کہ جس چیز کا کھانا پسند ہو۔ وہاں ضرور لے کر جاتے اور جو چیز پسند آئی تھی وہ منگواتے یہ ان کا طریق اپنے ہم عمروں کے ساتھ ہی نہ تھا بلکہ چھوٹوں کے ساتھ بھی تھا اگر موٹر میں جا رہے ہیں اور ایسی جگہ آئی جہاں اچھی مٹھائی ملتی تھی تو ضرور مٹھائی ساتھ لے کر چلتے چنانچہ خوشاب کے ڈھوڈے سے انہوں نے بہت لوگوں کی تواضع کی۔ شام کو جب گھر سے نکلتے تو ہاتھ میں ایک آدھ کنو یا سیب لے لیتے اور جا کر پیش کر دیتے۔ ان کا ایک کنوؤں کا باغ تھا جس کے متعلق ان کا خیال تھا کہ اس کے کنو بہت اچھے ہیں۔ چنانچہ ہر سال کنوؤں کے موسم میں مجھے کراچی میں ایک ٹوکرا بھجواتے جو واقعی بہت اچھے کنو ہوتے۔ اصل میں تو کنو کی کوئی حقیقت نہ تھی بلکہ جس محبت سے وہ بھجواتے تھے وہ یاد تڑپاتی ہے۔ ان کی دعوت کا ایک لطیفہ بھی یاد آ گیا۔ میں ایک دفعہ تقسیم ملک کے بعد کراچی آیا۔ میاں مسعود بھی یہاں موجود تھے مجھے کہنے لگے کہ چلو میں تم کو شیزان میں کھانا کھلاؤں۔ ہم دونوں چلے گئے۔ ان دنوں ہم میں سے کسی کے پاس بھی زیادہ پیسے نہ تھے۔ انہوں نے دعوت کی ہم کھانا کھانے لگے تو مینو میں دیکھا کہ ایک فکسڈ لنچ (FIXED LUNCH) ہے اور باقی آلہ کارٹ (ALA CARTE) فکسڈ لنچ سستا ہوتا ہے۔ آلہ کارٹ مہنگا۔ مگر میرے اصرار کے باوجود انہوں نے آلہ کارٹ کا آرڈر کیا۔ جب بل آیا تو آج کل کے لحاظ سے تو پیسے اتنے زیادہ نہ تھے مگر اس زمانہ کے لحاظ سے زیادہ تھے۔ بل دیکھ کر ہم دونوں کو تعجب ہوا۔ بل دیکھ کر انہوں نے بے ساختہ کہا یہ آلہ کاٹ تو گلہ کاٹ ہے۔ یہ بھی بس ایک لطیفہ تھا۔

میاں مسعود جماعت یا خلافت احمدیہ کے چھپے ہوئے مخالفین کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ جس حد تک ہوتا ان کو ظاہر کرنے کی کوشش کرتے۔ خلیفۂ وقت سے عقیدت اور احترام تو تھا ہی بزرگان دین کو بھی بہت عزت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ بچپن میں ان کا واسطہ بھائی عبدالرحیم صاحب سے پڑا۔ پھر ایک عرصہ تک شیخ غلام احمد صاحب ان کے ہاں رہے جن کے وہ بہت گرویدہ تھے۔ میر عنایت علی صاحب حضرت مسیح موعود

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے ایک مرید باصفا تھے۔ اپنے بچپن سے ان کا ہر طرح سے احترام کرتے باقی قادیان کے جو بزرگ تھے سب کی بہت عزت کرتے۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ ڈاکٹر غلام غوث صاحب مولوی غلام نبی صاحب ان سب کے یہ گرویدہ تھے اور ان کی دعائیں لینے کی کوشش کرتے۔ حاضر جواب بہت تھے۔ ایسی بات کہتے جو دو ٹوک ہوتی۔ اور دوسروں کا منہ بند کر دیتی۔ میاں مسعود احمد خاں صاحب۔ کے سب سے بڑے لڑکے مودود احمد خاں صاحب ہیں جو کہ ایک وکلاء کی کمپنی میں پارٹنر ہیں۔ ان سے چھوٹے منصور احمد خان نے زندگی وقف کی ہوئی ہے۔ اور خدا کے دین کا کام کرتے ہیں۔ آج کل سوئٹزرلینڈ میں ہیں۔ باقی لڑکیاں اپنی اپنی جگہ بیاہی ہوئی ہیں۔ ان کی وفات کے بعد میں جب بھی ربوہ گیا ہوں ان کے گھر گیا۔ مگر باوجود آباد ہونے کے یوں معلوم دیتا تھا کہ ایک گھونسلہ ہے جس میں سے یہ پرندہ اڑ گیا ہے۔ اب وہاں نہ وہ ہنسی ہے نہ وہ ہنستے چہرے اور ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ میں تو ایک فرض ادا کرنے جاتا ہوں۔ وگرنہ میرا دل تو کھڑا ہنتا ہے۔ مگر یہی دنیا کی ریت ہے۔ کوئی پہلے جاتا ہے اور کوئی بعد میں۔ تھوڑے عرصہ میں ہمارے خاندان سے اتنے لوگ آگے چلے گئے ہیں کہ دنیا کی بے ثباتی چلا چلا کے کہہ رہی ہے

"اے غافلاں دغا نہ کند ایں سرائے خام"

اور دل میں یہ شعر بھی آتا ہے۔

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لا ساقی۔

یادِ رفتگاں

محترم خواجہ عبدالرحمٰن صاحب مرحوم

از مکرم سید اعجاز احمد شاہ صاحب سیالکوٹ

جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ کے نیک، مخلص بزرگ محترم خواجہ عبدالرحمٰن صاحب مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۸۴ء کو حرکت قلب بند ہونے سے ساڑھے پانچ بجے صبح وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

خواجہ صاحب مرحوم مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۰۱ء کو سیالکوٹ میں ہی پیدا ہوئے اس طرح آپ نے ۸۳ برس عمر پائی۔ محترم خواجہ صاحب پیدائشی احمدی تھے۔ مرحوم نیک، سچے، پکے، پابند صوم و صلوٰۃ مخلص احمدی تھے۔ عمر کے آخری سالوں میں بوجہ بیماری و پیرانہ سالی جب روزے نہ رکھ سکتے تھے تو رمضان المبارک میں ایک معقول رقم بطور فدیۃ الصیام ادا فرماتے تھے۔ چندہ جات کی ادائیگی سو فی صدی فرماتے۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے تکلیف اٹھا کر بھی شامل ہوتے۔

جماعت احمدیہ سیالکوٹ کی مجلس عاملہ کے سرگرم رکن تھے اور جو بھی خدمت جماعت کی طرف سے آپ کے سپرد کی جاتی آپ اسے نہایت مستعدی اور محنت سے بجا لاتے۔ ایک لمبے عرصہ سے سیکرٹری جائیداد منتخب ہوتے آ رہے تھے۔ سیکرٹری جائیداد کے فرض کو پوری ذمہ داری سے نبھایا۔ ہمیشہ جماعتی مفاد کا خیال رکھا اور بفضل تعالیٰ کامیاب ترین اور مثالی سیکرٹری جائیداد ثابت ہوئے۔ احمدیہ نصرت گرلز ہائی سکول سیالکوٹ کے ۲۰ سال تک منیجر کے فرائض ادا کرتے ہوئے سکول کو ہر لحاظ سے معیاری بنایا۔ چنانچہ اب یہ ادارہ مرحوم کی کاوشوں کا جیتا جاگتا ثبوت ہے اور صدقہ جاریہ کا رنگ رکھتا ہے۔

خواجہ صاحب محترم کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس خلا کو پورا فرمائے۔

جماعت کے علاوہ نہ صرف سیالکوٹ شہر بلکہ ضلع بھر کی آپ جانی پہچانی محبوب اور ہر دلعزیز شخصیت تھے۔ ہمیشہ مالکان ایسوسی ایشن ضلع سیالکوٹ کے ایک لمبے عرصہ سے صدر تھے اور اپنی اس ذمہ داری کو بھی باحسن نبھایا چنانچہ مرحوم اپنی حسن کارکردگی سے اور گراں قدر خدمات کے باعث ایسوسی ایشن کی طرف سے تاحیات صدر بنا دیئے گئے۔ تمام ضلع کے مالکان بھٹہ جات کا آپ کو پورا پورا اعتماد حاصل رہا۔ خود بھی بھٹہ خشت کا کاروبار کرتے تھے۔ لیکن لین دین میں خود کھرے تھے اور کھرے کو ہی پسند فرماتے تھے جھوٹے لوگوں سے نفرت فرماتے تھے آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ بغیر محنت کچھ نہیں ملتا۔ خود بڑی انتھک محنت سے بھٹوں کا کاروبار شروع کیا اور کاروبار کو نہایت اونچے درجہ تک پہنچا کر وفات پائی۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین تھا سادگی و صفائی، بے خوفی اور حق گوئی تمام عمر آپ کا شعار رہا۔ شرافت اور دینداری خاندانی ورثہ میں ملی تھی۔ ذہانت و متانت خداداد تھی۔ اس صدی کے شروع کی دھنداری ان کا شیوہ تھا۔ عمر بھر ترکی ٹوپی، سفید شلوار و قمیص پہن کر سادہ و سفید لباس رہا۔

خواجہ صاحب مرحوم کا روزمرہ کا ایک معین پروگرام ہوتا تھا اور بلاناغہ روزمرہ کے معمولات میں کبھی فرق نہیں آنے دیتے تھے۔ ہر چھوٹے بڑے کی عزت نفس کا ہمیشہ خیال رکھا۔ کسی کے دل کو کبھی دکھایا نہیں۔ خود صاف گو آدمی تھے اور صاف گوئی کو ہی پسند فرماتے۔ کاروباری زندگی میں اینٹوں کے بھٹے پر منشی، مزدور، بیلدار اور چوکیدار وغیرہ درجنوں ملازم تھے۔ اگر کبھی ان کے غلط کام کے باعث ان کو سخت سست کہا تو پھر دوسرے موقعہ پر ان کی دلجوئی بھی فرمائی

مہمان نوازی کا خاص جذبہ آپ میں پایا جاتا تھا۔ مہمان کے آنے پر بہت خوش ہوتے اور بوقت رخصت مزید قیام کرنے پر زور دیتے۔

سلسلہ کے مہمانوں کے لئے آپ کے ہاں یہ آپ کی مستقل ہدایت تھی کہ وہ میرے ہاں ہی قیام فرمائیں۔ چنانچہ سلسلہ کے جس مہمان کو آپ کے ہاں ٹھہرنے کا ایک بار موقعہ ملا۔ دوبارہ پھر کبھی وہ سیالکوٹ تشریف لائے تو آپ کے ہاں ہی ٹھہرنے کو ترجیح دی۔

خاکسار کی آپ سے واقفیت ۱۹۴۳ء سے تھی۔ لیکن ۱۹۶۵ء سے جب بھی سیالکوٹ جانا ہوا۔ آپ کے ہاں ہی اکثر قیام و طعام کا موقعہ ملا۔ بلکہ اگر کبھی کسی دوسرے مقام پر ٹھہرا تو بڑی شفقت بھری ڈانٹ سے مجھے اپنے ہاں آنے پر مجبور فرمایا۔ چنانچہ خاکسار کو ایک لمبے عرصہ سے آپ کی مہمان نوازی اور رفاقت کا شرف حاصل رہا۔ مجھ سے ہمیشہ خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے حالانکہ خاکسار عمر میں آپ سے کہیں چھوٹا تھا مگر کبھی مجھ سے ترش روئی سے پیش آئے ہوں۔

مرحوم باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے اپنی زندگی کے تجارب اور واقعات سنا سنا کر خود بھی لطف اٹھاتے اور خاکسار کو بھی محظوظ فرماتے۔ خواجہ صاحب محترم کے چھ لڑکے اور دو لڑکیاں اولاد ہیں۔ ساری اولاد کو اچھی طرح اعلیٰ تعلیم دلوائی۔ بیاہ شادیاں کیں۔ سلسلہ کے لئے جو غیرت خود رکھتے تھے وہی ان کی اولاد میں بھی پائی جاتی ہے۔ دعا ہے کہ خدا تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ اور ارفع مقام عطا فرمائے اور آپ کی اولاد کو ان کی خوبیوں کا مالک بنائے اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

اہم خبروں کا خلاصہ

۲۴ اکتوبر ۱۹۸۴ء

- صوبہ پنجاب کی صوبائی کونسل کے اجلاس میں آج سوالوں کے وقفہ میں بتایا گیا کہ حکومت پنجاب نے کم ترقی یافتہ علاقوں کی ترقی کے لئے خصوصی رقوم مختص کی ہیں۔ مزید بتایا گیا کہ ذری اور صنعتی تحقیق کے مراحل میں کوئلے کو کوک میں تبدیل کرنے کے منصوبے پر بات جاری ہے یہ کوک فولاد سازی میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ فولاد سازی میں گندھک کے استعمال میں کمی کرنے پر بھی غور جاری ہے۔
- کراچی میں اعلیٰ سطح پر سیاحت کا ایک کنونشن منعقد کیا جائے گا۔ وفاقی وزیر سیاحت جناب نیاز محمد ارباب نے آج کراچی میں ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں اس کنونشن کو شایان شان طریق پر منعقد کرنے کے بارے میں ہدایات دیں۔ یہ کنونشن اگلے ماہ کے آخر میں منعقد ہوگا۔
- ترکی کے وزیر خارجہ جناب وحید اوغلو پاکستان کا دورہ ختم کر کے آج کراچی سے تھائی لینڈ روانہ ہو گئے۔
- بخارسٹ (رومانیہ) میں ایک بین الاقوامی تجارتی میلہ میں صدر جاؤسسکو اور ان کی کابینہ کے ارکان سب سے پہلے پاکستان کے سٹال پر گئے۔ اسے شمالی کوریا میلے کا ایک بہترین اور خوبصورت پویلین قرار دیا گیا ہے۔
- بھارت کے صوبہ مغربی پنجاب میں جالندھر کے مقام پر نامعلوم مسلح افراد نے ایک شخص کو قتل کر دیا اور موقع واردات سے فرار ہو گئے۔ بتایا گیا ہے کہ چنڈی گڑھ اور مغربی پنجاب کے علاقوں میں دیوالی کے موقع پر سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کینیا میں قریباً ساڑھے پانچ سو افراد کا قبولِ احمدیت

ایک ڈسٹرکٹ کمشنر کی طرف سے جماعت کی دینی خدمات کی تعریف

مکرم بشیر احمد صاحب اختر ممباسہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ مولانا جمیل الرحمان صاحب رفیق امیر انچارج مشن کینیا ۴ر اگست کو مع اہل و عیال پہنچے۔ اگلے روز MAZUMALUME جہاں نئی جماعت قائم ہوئی۔ جانے کا پروگرام تھا۔ دو کاروں میں مرکزی قافلہ یہاں پہنچا۔ محترم امیر صاحب کے خطاب سے قبل دینی مدرسہ کے معلم نے ۴۰۷ افراد کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کا اعلان کیا۔ الحمد للہ فالحمد للہ!

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے ایک گھنٹہ تک حاضرین سے خطاب کیا۔

۷ر اگست کو ڈسٹرکٹ کمشنر سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے محترم امیر صاحب سے متعدد مذہبی سوالات کئے۔ محترم امیر صاحب کے جوابات سے آپ بہت متاثر ہوئے۔ جماعت کی دینی سرگرمیوں کی آپ نے برملا تعریف کی۔ عصر کی نماز کے بعد قاضی صاحب آف ممباسہ نے مشن ہاؤس میں امیر صاحب سے ملاقات کی۔ ۸ر اگست کو "کینیا ٹائمز" کا نمائندہ امیر صاحب کا انٹرویو لینے کے لئے آیا۔

۹ر اگست کو NGOMBENI میں ممباسہ سے سات میل دور امیر صاحب کا لیکچر تھا۔ جس میں شیوخ اور معلمین شریک ہوئے۔ اجلاس کا انتظام علاقہ کے چیف نے کیا تھا۔ سامعین نے امیر صاحب سے دوبارہ یہاں آنے کی درخواست کی۔

۱۱ر اگست کو امیر صاحب "ٹاویٹا" کے دورہ پر روانہ ہوگئے۔ ممباسہ میں زراعتی شو کے زرعی میلہ پر جماعت نے یک سٹال لگایا۔ ایک اسسٹنٹ منسٹر بھی ہمارے سٹال پر تشریف لائے۔ انھیں لٹریچر پیش کیا۔ ان کی اہلیہ بھی ساتھ تھیں۔ اسسٹنٹ منسٹر صاحب نے بتایا کہ اکثر کتب ان کے پاس موجود ہیں۔ سٹال پر آنے والوں میں ہر مذہب و ملت کے افراد تھے۔ دونوں میں ۸۰۰ سٹلنگ کا لٹریچر فروخت ہوا ہمارے لٹریچر میں سرفہرست قرآن مجید کا سواحیلی زبان میں ترجمہ تھا۔

"ٹاویٹا" میں امیر صاحب نے مختلف اجتماعات اور مجالس مذاکرہ میں احباب کے سوالات کے جوابات دیئے۔ ہر جگہ مستورات محترم امیر صاحب کی اہلیہ محترمہ سے ملاقات کرتیں۔

یہاں ۴۔ احباب نے امیر صاحب کی اپیل پر ہمہ وقت جماعتی خدمات کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا۔ یہاں بھی بعض نئے دوست جماعت میں شامل ہوئے۔

محترم بشیر احمد صاحب اختر مرکزی مربی احباب سے نئی جماعتوں کے استحکام کے لئے درخواست دعا کرتے ہیں۔ بیعتوں کا سلسلہ جاری ہے ۵۴۷ بیعتیں ہو چکی ہیں۔ احباب مربیان کے لئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں میں برکت ڈالے۔

(وسلت)

ماہنامہ "انصار اللہ" کے چندہ کی تجدید

سالانہ اجتماع انصار اللہ مرکزیہ کے موقع پر بہت سے خریدار اپنے چندہ ماہنامہ انصار اللہ کی تجدید فرماتے ہیں۔ ہمیں امسال ابھی تک حکام کی طرف سے اجتماع کے انعقاد کی اجازت نہیں ملی جس کی وجہ سے اجتماع ملتوی ہوگیا ہے۔ اس لئے ماہنامہ انصار اللہ کے ایسے جملہ خریداران سے درخواست ہے کہ وہ بذریعہ منی آرڈر / بنک ڈرافٹ اپنے چندہ کی تجدید فرما دیں۔

جن خریداران کا چندہ ختم ہو چکا ہے ان سب کو بذریعہ کارڈ اطلاع کر دی گئی ہے۔ جن کی طرف سے چندہ وصول نہیں ہوگا۔ ان کو آئندہ شمارہ بذریعہ وی۔پی۔پی بھجوانا پڑے گا۔ ایسے خریداروں سے درخواست ہے کہ جب وی پی آئے تو اسے وصول فرمالیں تاکہ سلسلہ کا نقصان نہ ہو۔

(منیجر ماہنامہ "انصار اللہ" ربوہ)

ولادت

مکرم انور حسین صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۱۹ر ستمبر ۸۴ء کو پہلا بیٹا عطا کیا ہے حضور ایدہ اللہ نے بچہ کا نام "شریف احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم خادم حسین صاحب پان فروش آف رحیم یار خان کا پوتا اور شیخ عبدالسلام صاحب آف ربوہ کا نواسہ ہے۔

قارئین الفضل سے بچے کی صحت و سلامتی اور اس کے خادم دین ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(رشید عمران رحیم یار خان)

(بقیہ اخبار احمدیہ)

صاحب کی پوتی اور مکرم ماسٹر عبدالجبار صاحب کی نواسی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ نومولودہ کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر عطا ہو اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے خادمۂ دین اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین!

گمشدہ عینک

خاکسار کی نظر کی عینک معہ خول مورخہ ۲۲ر جون کو صبح ۱۰ بجے کے قریب محلہ دارالرحمت غربی اور رحمت بازار سے جامعہ احمدیہ جاتے ہوئے راستہ میں کہیں گر گئی ہے۔ اگر کسی دوست کو ملی ہو تو خاکسار کو پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

(پروفیسر) بشارت الرحمان
۳/۷ دارالرحمت غربی ۔ ربوہ

دمہ کورس Asthma Course ۶۰/- روپے
ٹی بی کورس T. B. Course فی کورس ۵۰-۰۰ روپے
تمام کورسز ملک بھر کے دوا فروشوں سے طلبیں، لٹریچر فری
کیور ٹیو سنٹرز
لاہور: مبشر میڈیکوز چوک میو ہسپتال
کراچی: خواجہ میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ
راولپنڈی: شبیر میڈیکوز بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال
فیصل آباد: کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار
ملتان: الطاف میڈیکل ہال صدر بازار
گجرات: مظہر میڈیکل ہال چوک نواب صاحب
گوجرانوالہ: ہومیو دارالشفاء نعمانیہ روڈ، نعمانیہ چوک
منڈی بہاؤالدین: اسراری دواخانہ، کمیٹی بازار
جھنگ: حکیم ارشد جاوید اندرون ممنا گیٹ
اوکاڑہ: ہومیو ڈاکٹر محمد اقبال دیپالپور چوک
وہاڑی: قذافی میڈیکل سٹور کلب روڈ نزد اسلامیہ ہائی سکول
پشاور: اختر میڈیکل سٹور، ہسپتال روڈ۔
کوہاٹ: عزیز اینڈ کو کیمسٹ بنوں روڈ
مردان: ہومیو ڈاکٹر غلام جیلانی نیو مارکیٹ
بنوں: حاجی نور الٰہی محمد اکرم کیمسٹ اندرون لکی گیٹ
سکھر: مدنی ٹریڈرز۔ مدنی مارکیٹ
کوئٹہ: غفور میڈیکل سٹور۔ سورج گنج بازار
کیور ٹیو میڈیسن کمپنی (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ فون 606-607

نادر موقع
راجہ مارکیٹ کالج روڈ۔ ربوہ میں صرف
۲ دو دوکانیں کرایہ کیلئے خالی ہیں
ضرورت مند موقع سے فائدہ اٹھائیں۔ نیز تین شٹر گیٹ اچھی حالت میں برائے فروخت موجود ہیں۔ راجہ احمد خان
رابطہ کیلئے: میر مبشر احمد طاہر،
کیش اینڈ کیری شاپنگ سنٹر
راجہ مارکیٹ۔ کالج روڈ۔ ربوہ

ھوالناصر
فون 27926
انصاف کمپنی رجسٹرڈ
کمیشن ایجنٹس۔ دوکان نمبر ۲۲۳
نئی غلہ منڈی ڈچکوٹ روڈ۔ فیصل آباد
خود رنی اجناس
مرچ۔ سخود، بیج ہر قسم کی خرید و فروخت کے لئے
خدمت کا موقع دیں!

ربوہ کے عوام اور دوکانداروں کیلئے ایک
خوش خبری
ربوہ میں دو جگہوں پر انڈوں کی تھوک و پرچون سیل کے مرکز قائم کئے گئے ہیں۔ جہاں سے انڈے بازار سے بارعایت خرید فرما دیں۔ شکریہ۔
• مشتاق احمد۔ چوک رحمت بازار ربوہ
• اشفاق کریانہ سٹور۔ اقصیٰ روڈ منڈی موڑ ربوہ (گلشن بیکری ربوہ)